امریکہ اور یہودی وجود کی ایران کے خلاف جنگ اور سوڈان پر اس کے اثرات

تحریر: استاذ ابراہیم عثمان (ابو خلیل)

(ترجمہ)

امریکہ اور یہودی وجود کی ایران کے خلاف جنگ نے دنیا کے تمام ممالک کو متاثر کیا ہے، خاص طور پر معاشی پہلو سے، اگرچہ اس کے اثرات کی شدت مختلف رہی ہے۔ جہاں تک اس کے اثرات کا تعلق ہے، تو یہ سوڈان کے عوام پر زیادہ شدید رہے ہیں، کیونکہ سوڈان پہلے ہی اپنی جاری جنگ اور لوگوں کی زندگیوں پر اس کے اثرات کی وجہ سے ایک گھٹن زدہ معاشی بحران کا شکار ہے۔ اس صورتحال نے امیروں کو غریب کر دیا ہے اور غریبوں کو مزید غربت میں دھکیل دیا ہے، جس سے زندگی ایک ناقابلِ برداشت جہنم بن گئی ہے کیونکہ ایندھن کی قیمتوں میں 60 فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا ہے، جس نے نقل و حمل اور لاجسٹکس کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ ٹکٹوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا۔ بس کے ٹکٹوں کی قیمتوں میں 50 فیصد تک اضافہ ہوا، اور اندرونی نقل و حمل کے اخراجات میں 30 فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا، اور روٹی کی چار چھوٹی ٹکیاں 1000 سوڈانی پاؤنڈ کی ہو گئی ہیں۔

مجموعی طور پر، تمام اشیاء، خاص طور پر اشیائے خوردونوش کی قیمتیں پہلے سے موجود کساد بازاری اور کم آمدنی کی وجہ سے قوتِ خرید میں کمی کے پیشِ نظر بڑھ گئی ہیں۔ آبادی کا ایک چھوٹا سا حصہ اب بیرونِ ملک مقیم بچوں یا رشتہ داروں کی طرف سے بھیجی گئی رقوم پر انحصار کرتا ہے، جبکہ اکثریت بمشکل گزارہ کر رہی ہے اور دن میں صرف ایک وقت کے کھانے پر گزارہ کرنے پر مجبور ہے۔

پھر، اچانک اور بغیر کسی پیشگی اطلاع کے، پچھلے چند دنوں میں سوڈانی پاؤنڈ کے مقابلے میں ڈالر کی قدر بڑھ گئی، جو 4,000 پاؤنڈ فی ڈالر سے تجاوز کر گئی، جو کہ 400 پاؤنڈ فی ڈالر سے زیادہ کا اضافہ ہے۔ اس سے درآمدی سامان کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے، جو کہ سوڈان میں اب ایک معمول بن چکا ہے کیونکہ فیکٹریوں اور فارموں کے کام بند ہونے کے بعد لوگوں کی زیادہ تر ضروریات بیرونِ ملک سے پوری کی جاتی ہیں۔ سوڈان کی درآمدات ایک سال میں 9 ارب ڈالر سے تجاوز کر گئیں، اور اس خطیر رقم کو پورا کرنے کے لیے سونے کے سوا کوئی برآمدات نہیں ہیں، جس کا 70 فیصد سے زیادہ حصہ بااثر افراد اور دیگر لوگوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے، اور نگرانی کی عدم موجودگی میں لٹھی ہوئی دولت ہونے کی وجہ سے یہ سرکاری خزانے میں داخل نہیں ہوتا۔

حکومت، جس کا فرض ان حالات میں عوام کا بوجھ ہلکا کرنا ہے، وہ خود ان کی مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے۔ 10 اپریل 2026 کو، سوڈانی کسٹمز اتھارٹی نے کسٹمز ڈالر کے نرخوں میں نیا اضافہ نافذ کیا، اسے 2,769 سوڈانی پاؤنڈ سے بڑھا کر 3,222 پاؤنڈ کر دیا، جو کہ 454 پاؤنڈ یا 16 فیصد سے زیادہ کا اضافہ ہے۔ یہ پہلا اضافہ نہیں تھا۔ نام نہاد کسٹمز ڈالر کی قیمت متوازی بلیک مارکیٹ میں ڈالر کی قیمت کے ساتھ مسلسل بدلتی رہتی ہے، جس سے افراطِ زر کی شرح پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، جو کہ بے مثال سطح تک بڑھ گئی ہے۔

سیاسی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو، ایران کے خلاف اپنی جنگ میں امریکہ کی مصروفیت، جبکہ وہ اپنے ایلچی مسعد بولس کے ذریعے سوڈانی تنازع پر اپنا کنٹرول برقرار رکھے ہوئے ہے، جو بار بار انسانی بنیادوں پر جنگ بندی کی بات کرتے ہیں بغیر یہ بتائے کہ یہ کب یا کیسے شروع ہوگی، ایران میں جنگ شروع ہونے کے بعد ایسے بیانات کے خاتمے کا باعث بنی ہے۔ سیاسی حقیقت کافی حد تک غیر تبدیل شدہ ہے، جس میں امریکہ دارفور کو الگ کر کے سوڈان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر کام کر رہا ہے۔ صورتحال لیبیا کے منظر نامے جیسی ہو گئی ہے جہاں دو حریف حکومتیں ہیں، ایک پورٹ سوڈان اور خرطوم میں، اور دوسری جنوبی دارفور کے دارالحکومت نیالا میں ہے۔

یہ جنگ طویل عرصے سے جھڑپوں کا ایک سلسلہ بنی ہوئی ہے، جو دارفور میں جنگ کے اصل میدان اور کردوفان میں اس کے گردونواح کے علاقوں سے بہت دور ہے۔ اس میں ہونے والے واحد نقصانات فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کے کبھی کبھار کے فضائی حملے یا ڈرون حملے ہیں، جو صرف بے گناہ شہریوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ اس تاثر سے بچا جا سکے کہ جنگ ختم ہو گئی ہے، خاص طور پر اس لیے کہ فوجی کمانڈر کسی ٹھوس کارروائی کے بغیر مسلسل پورے سوڈان میں بغاوت ختم کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ، جنوبی کردوفان اور

بلیو نیل میں جنگ جاری ہے، جہاں ریپڈ سپورٹ فورسز حملہ کرتی ہیں اور فوج دفاع کرتی ہے۔ اسی علاقے کو مبینہ طور پر کئی بار آزاد کرایا جا چکا ہے! مثال کے طور پر، دلنگ کا محاصرہ ختم کرنے اور اس کے اور ہبیلہ کے درمیان سڑک کھولنے کے بار بار کے دعوے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہاں کی جنگ تھکا دینے والی جنگ (war of attrition) ہے، جس کا مقصد اسے طویل کھینچنا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں میں مایوسی جڑ پکڑ لے، اور وہ یہ یقین کرنے لگیں کہ یہ جنگ کبھی ختم نہیں ہوگی، یوں وہ کسی بھی حل کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں یہاں تک کہ دارفور کی علیحدگی کو بھی۔

وہاں کی جنگ جھڑپوں کا ایک سلسلہ ہے۔ کچھ آوازیں کھلے عام دارفور کی علیحدگی کی وکالت کر رہی ہیں اور اس کے لیے جواز پیش کر رہی ہیں، بالکل ویسے ہی جیسے جنوبی سوڈان کی علیحدگی سے پہلے ہوا تھا۔ میڈیا اور بعض سیاست دانوں نے عوام کو جنوب کی علیحدگی قبول کرنے کے لیے تیار کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ اب بالکل یہی ہو رہا ہے، جہاں تمام سیاسی اقدامات کا مقصد عوام کو اس حقیقت کو قبول کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کرنا ہے جو امریکہ مسلط کرے گا: یعنی سوڈان کے جسم سے دارفور کا کٹ کر الگ ہونا۔

یہ لوگ ان نقصانات سے بے پرواہ ہیں جو یہ سازشیں ملک اور اس کے عوام پر ڈھاتی ہیں۔ اگر وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ ان کے اقدامات سوڈان کو تقسیم کرنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے امریکی منصوبوں کی خدمت کر رہے ہیں، تو یہ ایک مصیبت ہے۔ لیکن اگر وہ باخبر ہیں اور پھر بھی قوم کے دشمنوں—کافر استعمار پسندوں—کی خدمت کر رہے ہیں، تو یہ مصیبت اس سے بھی کہیں بڑی ہے۔

دوسری جانب، یورپی ممالک، جنہیں امریکہ نے فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کے مابین جنگ کے ذریعے سوڈان کے سیاسی منظر نامے سے کامیابی کے ساتھ بے دخل کر دیا تھا، وہ وہاں امریکی منصوبوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے پر اب بھی پرعزم ہیں۔ اسی لیے، وہ آج بروز بدھ، 15 اپریل 2026 کو سوڈان کے متعلق منعقد ہونے والی 'برلن کانفرنس' کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے اس وقت بھرپور کوششیں کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ کانفرنس—پچھلے دو سالوں میں ہونے والی لندن اور پیرس کانفرنسوں کی طرح—سوڈان کے معاملے پر امریکہ کی پوزیشن یا اس کے کنٹرول پر کوئی بڑا اثر نہیں ڈالے گی، لیکن یہ یقینی طور پر امریکہ اور سوڈان میں اس کے اتحادیوں کے لیے بے چینی کا باعث ہے۔ نتیجے کے طور پر، سوڈانی حکومت نے برلن میں اپنے سفارت خانے کے ذریعے جمعہ 10 اپریل 2026 کو جرمن وزارتِ خارجہ کو ایک باضابطہ یادداشت (میمورنڈم) پیش کی، جس میں سوڈان نے حکومت کی شرکت، منظوری اور تمام انتظامات میں مشاورت کے بغیر برلن کانفرنس کے انعقاد کو مسترد کرنے کا پیغام پہنچایا۔

یہ ہے سوڈان کی وہ حقیقت، جہاں وہاں کے عوام کو ان سازشوں سے باخبر رہنے کی ضرورت ہے جو کافر استعمار پسند ان کے خلاف بن رہے ہیں۔ یہ استعمار پسند ان ایجنٹوں کے ذریعے سوڈان کے بچے کھچے حصوں کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں جو ان کی خواہشات پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ عوام کو ان سازشوں کو ناکام بنانے اور انہیں شکست دینے کے لیے ایک ایسی نظریاتی ریاست کے قیام کی خاطر تندہی سے کام کرنا چاہیے جو سوڈان کی تقسیم کو روکے اور اسے باقی عالمِ اسلام کے ساتھ ایک مضبوط اور باوقار ریاست میں متحد کرنے کی جدوجہد کرے: یعنی "منہج نبوت پر دوسری خلافتِ راشدہ"۔ یہی وہ واحد ریاست ہے جو سوڈان کی حالت کو بہتر بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے، بلکہ درحقیقت یہ پوری دنیا کی حالت بدل سکتی ہے جس کے حکمران آج لاحاصل جنگوں، معاشی بحرانوں اور دیگر آفات کی دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں۔

ولایہ سوڈان میں حزب التحریر کے ترجمان